اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

الفضل

ٹیلیفون نمبر ۹۱

قادیان دارالامان

ایڈیٹر غلام نبی

THE DAILY ALFAZL QADIAN.

یوم پنجشنبہ

Ferozepur City

جلد ۲۸ | ۱۹ ماہ تبوک ۱۳۱۹ھش | ۱۵ شعبان ۱۳۵۹ھ | ۱۹ ستمبر ۱۹۴۰ء | نمبر ۲۱۳

مسلمانوں کے عُلماء گاندھی جی کے پیچھے

آل انڈیا کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس جو حال میں بمبئی میں منعقد ہوا۔ اور جس میں کانگرس نے ایک طرف تو اپنی دہلی والی قرار داد واپس لیتے ہوئے یہ اعلان کر دیا ہے کہ وہ اندرونی بدامنی اور بیرونی حملہ کی صورت میں بھی گاندھی جی کی عدم تشدد کی پالیسی کو قبول کرتی ہے۔ وہاں اس نے گاندھی جی کو مختار کل بھی تسلیم کر لیا۔ اور تمام اختیارات ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ جنہیں گاندھی جی نے قبول کر لیا۔ اس امر کا ذکر کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد پریذیڈنٹ کانگرس نے بڑے فخر کے ساتھ اخباری نمائندوں سے کہا۔ کہ:-

”لگاتار کئی مہینوں میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ کل رات میں آرام سے سویا ہوں۔ گاندھی جی نے اب پھر باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ اور ہم ان کے پیچھے پیچھے فتح کی طرف مارچ کریں گے“۔

یہ الفاظ اگر کسی مسلمان سیاسی لیڈر کی زبان سے نکلتے۔ تو بھی قابلِ افسوس ہوتے۔ کیونکہ مسلمانوں کی دین و دنیا کے معاملات میں راہ نمائی ایک مسلمان ہی کر سکتا ہے۔ جو خدا اور اس کے رسُول کے احکام پر چلنے والا ہو۔ اور جسے خدا تعالےٰ کی خاص نصرت اور تائید حاصل ہو لیکن اب تو یہ الفاظ ایک ایسے عالم کی زبان سے نکلے ہیں۔ جنہیں ایک وقت مسلمانوں کی امامت کا دعوےٰ تھا۔ اور جنہیں اب بھی بعض لوگ امام الہند کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔

مسلمانوں کا چوٹی کا عالم جب اس بات پر پھولا نہ سمائے۔ کہ اسے گاندھی جی کے پیچھے چلنے کی سعادت حاصل ہو گئی ہے۔ تو عوام کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے۔ پھر یہ صرف مولانا ابوالکلام آزاد کا ہی حال نہیں۔ اور کئی علماء بھی اسی رنگ میں رنگین ہیں۔ چنانچہ معاصر ”احسان“ (۱۶ ستمبر) ان کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

”آریہ سماج اور اکالی تو یہ کہیں۔ کہ مذہب کا درجہ سیاسیات سے اونچا ہے اور ہمارے علماء دین کا یہ حال ہے۔ کہ سیاست مذہب پر مقدم۔ آریہ سماجی۔ اور اکالی تو اس لئے کانگرس سے علیحدہ ہوتے جائیں۔ کہ انہیں سیاست سے اپنا مذہب پیارا ہے لیکن ہمارے علمائے کرام اس لئے کانگرس کی طرف جائیں۔ کہ انہیں سیاست زیادہ پیاری ہے۔ اور وہ گاندھی جی کی سیاسی رہنمائی کے محتاج ہیں۔ . . . . . .

ہم نے مولانا آزاد کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا تھا۔ کہ ان کا اصلی مقام و مرتبہ کانگرس کی صدارت نہیں۔ بلکہ اس اسلامی جماعت کی صدارت ہے۔ جو صحیح انقلاب پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ہماری گزارش شاید درخور اعتنا نہ سمجھی جائے اس لئے کہ ”احسان“ کانگرس کا حامی نہیں۔ لیکن اب تو بڑے دیش بھگت نے بھی کہہ دیا۔ کہ مذہب مذہب ہے۔ اور سیاست سیاست ہے۔ جو شخص مذہب کو چھوڑ کر سیاست کے پیچھے جاتا ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے“!

دیگر مذاہب کے متعلق یہ بات درست ہو۔ یا نہ ہو۔ اسلام کے متعلق یقیناً درست ہے۔ جو شخص مسلمان کہلا کر مذہب پر سیاست کو مقدم کرتا ہے۔ یعنی سیاست کی خاطر مذہبی اصُول کو قربان کر دیتا ہے وُہ دین و دُنیا دونوں کے لحاظ سے نقصان اٹھاتا ہے۔ چنانچہ جن مسلمانوں نے یہ روش اختیار کر رکھی ہے۔ وُہ اس کا کافی ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ ایک غیر مسلم کی راہ نمائی قبول کر کے انہوں نے عملی طور پر اعلان کر دیا۔ کہ اسلام (نعوذ باللہ) اس قابل نہیں۔ کہ اپنے نام لیواؤں کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے کسی کو پیش کر سکے۔ اب مسلمان کہلانے والے خواہ وُہ بڑے سے بڑے علماء ہی کیوں نہ ہوں۔ اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ ایک غیر مسلم کے پیچھے چلنے میں اپنی کامیابی سمجھیں۔ اور جو کچھ وُہ کہے۔ اسے آنکھیں بند کر کے درست تسلیم کر لیں۔ خواہ وُہ اسلام کے سراسر خلاف ہی ہو۔

یہ صورتِ حالات جس درجہ افسوسناک ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کاش مسلمان کہلانے والے اسلام کی اصل حقیقت سے واقف ہوتے۔ یا واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ اور پھر دیکھتے کہ اسلام وُہ بابرکت اور کامل مذہب ہے کہ اس نے مسلمانوں کو کسی بات میں کسی غیر کا محتاج بننے کی ضرورت باقی نہیں رہنے دی۔ بلکہ ہر پہلو سے ایسا مکمل انتظام کیا ہے۔ کہ غیر مسلم بھی اس پر رشک کرتے اور چاہتے ہیں۔ کہ کاش ہم میں یہ بات ہوتی۔ اسلام نے جہاں موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے ایک برگزیدہ انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا ہے۔ وہاں سیاسیات کے متعلق ایسی جامع ہدایات دی ہیں۔ کہ ان پر عمل کرنے والا نہ صرف خود کامیابی حاصل کر سکتا ہے بلکہ غیر مسلموں کی بھی نہایت کامیاب راہنمائی کر سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۷ ر تبوک ۱۳۱۹ ہش۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت انفلوئنزا بخار اور گلے میں درد کی وجہ سے علیل ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

سیدہ ام احمد صاحبہ حرم اول اور ام وسیم احمد صاحب حرم ثالث حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی آج حضرت میر محمد اسحاق صاحب کو تبدیلی آب وہوا کے لئے موٹر میں علی وال متصل بٹالہ نہر کی کوٹھی سے گئیں۔ اور ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب احمدی سب اسسٹنٹ سرجن کے ہاں قیام کیا۔ شام کو واپس تشریف لے آئیں حضرت میر صاحب کو درد کے دورہ میں تخفیف ہے۔ اصل بیماری بدستور ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

مبلغین جو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں میں تقاریر کرنے کے لئے بیرونی مقامات میں گئے تھے واپس آ گئے ہیں۔

انگلستان کے احمدی بفضلہ بخیریت ہیں

لنڈن ۱۰ ستمبر۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس نے حسب ذیل تار بنام "الفضل" ارسال کیا ہے۔

گزشتہ ہفتہ سولہ ہوائی حملے ہوئے۔ کئی اضلاع پر جن میں ہمارا ضلع بھی شامل ہے بم گرائے گئے۔ جماعت کے تمام ممبر بفضلہ بخیریت ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا (۱) چودھری محمد بخش صاحب بھابڑہ ضلع گورداسپور بیمار ہیں (۲) نیاز محمد خان صاحب کرمانی زائن گڑھ ضلع انبالہ کو مخالفین بوجہ احمدیت تکالیف پہنچا رہے ہیں۔ (۳) عبد القادر صاحب گوجرانوالہ سخت بیمار جا رہے ہیں (۴) میاں احمد الدین صاحب چوکن نوالی ضلع گجرات کو بعض مخالفین کی طرف سے خطرہ ہے۔ (۵) محمد یحییٰ خان صاحب کارکن دفتر ڈاک ایک عرصہ سے شدید بیمار ہیں۔ ان سب کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

پتہ درکار ہے مسمی رحمت اللہ احمدی موضع مراراہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہے۔ ایک احمدی او ور سیر صفدر جنگ ہمایوں صاحب کے پاس گزشتہ مارچ میں برائے ملازمت گیا تھا۔ مگر پھر اس نے کوئی پتہ نہیں دیا۔ جس سے اس کی بوڑھی والدہ بہت پریشان ہے۔ رحمت اللہ کو چاہیئے۔ کہ بہت جلد اپنے متعلق اطلاع دے۔ اور اگر کسی احمدی بھائی کو اس کے متعلق معلوم ہو۔ تو وہ مطلع کریں۔ خاکسار عبد الغفور احمدی ۲۳ فرنچ سیکرٹری دہلی

ہندوستان کے طول وعرض میں سیرت النبی کے شاندار جلسے

سکندرآباد

سکندرآباد ۱۵ ستمبر ۱۹۴۰ء جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال فرمایا۔

گزشتہ تیرہ سالہ روایات کے مطابق آج بھی جماعت احمدیہ نے سیرت النبی کے جلسہ کا اہتمام کیا۔ جو جمشید ہال میں منعقد ہوا۔ سید حیدر رضا زیدی ایم۔ اے بیرسٹر صدر تھے۔ مسٹر کرشنن ایم۔ اے پروفیسر انگریزی عثمانیہ یونیورسٹی اور مولوی محمد یار صاحب عارف سابق مبلغ انگلستان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر تقریریں کیں جو بہت پسند کی گئیں۔ حاضرین میں ہندو عیسائی مسلمان اور پارسی سب شامل تھے۔ اسی قسم کا جلسہ احمدیہ جوبلی ہال حیدرآباد میں بھی منعقد ہوا۔ مسٹر ہمایوں مرزا بیرسٹر کے زیر صدارت عورتوں کا اجلاس علیحدہ ہوا۔ جس میں خواتین نے لیکچر دیئے۔ اور لڑکیوں نے نظمیں پڑھیں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ ہر جگہ خاص جوش پایا جاتا تھا۔

سرینگر

مولوی ابو العطاء صاحب مبلغ انچارج سرینگر بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نے جلسہ سیرت النبی کا اہتمام کیا۔ سردار عطر سنگھ صاحب گورنر کشمیر نے فرائض صدارت سرانجام دیئے۔ خان بہادر راجہ محمد افضل خان صاحب اور راما سیشوری ویدی نہرو پریذیڈنٹ آل انڈیا وومن کانفرنس بھی شامل ہوئیں۔ ہندو مسلم سکھ۔ پنڈت گرنتھی پروفیسر و ڈاکٹر ایڈیٹر اور علمائے تقریریں کیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کی تعریف کی۔ اور اعتراف کیا کہ یہ تحریک ملک میں سیاسی اور مذہبی اتحاد پیدا کرنے والی ہے۔ اور اس لحاظ سے بہت مفید ہے۔ حاضری دو ہزار سے زیادہ تھی کارروائی چار گھنٹے جاری رہی۔ اور لوگ نہایت امن وسکون سے آخر وقت تک سنتے رہے۔

امرتسر

جلسہ سیرت النبیؐ کے انعقاد کے لئے بڑے بڑے پوسٹر شہر میں چسپاں اور ہینڈبل تقسیم کئے گئے۔ مسلم وغیر مسلم معززین کو ملاقات کے ذریعہ شمولیت کی دعوت دی گئی۔ ۱۲ ستمبر کی شام کو سارے شہر میں منادی کرائی گئی۔ جلسہ صبح ساڑھے آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک گول باغ میں بصدارت جناب لالہ کیشو رام صاحب ایڈووکیٹ ومیونسپل کمشنر منعقد ہوا۔ سردار گیانی اوتار سنگھ صاحب آزاد ایڈیٹر اخبار آکاش بانی نے اپنی نظم زبان پنجابی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے بارے میں پڑھ کر سامعین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ خاکسار نے اسلامی غزوات اور جنگوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے سلوک کے موضوع پر تقریر کی۔ جناب مرزا سیف خان صاحب مروی ایرانی نے حضور علیہ السلام کی اعلےٰ وارفع شان میں اپنی نظم پڑھی۔ جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ پھر جناب مولانا عبد الغنی خان صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان نے تقریر فرمائی۔ آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جنگ اسلامی نقطۂ نظر سے اس وقت جائز ہے جب ضمیر کشی ہو رہی ہو۔ گویا جنگ حریت ضمیر اور ظلم وستم کی روک تھام کے لئے ہے۔ آپ نے ضمناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ تعلیم کا ذکر کرکے حضور کے فضائل بیان کئے۔ آپ کے بعد جناب بخشی بھگت رام صاحب آنند ایڈووکیٹ ورئیس امرتسر نے اپنا پرمغز مضمون سنایا۔ پھر جناب بابو عبد المجید صاحب قریشی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم طہارت نفس اور صحابہ کرام کی ترقیات کا نمونہ پیش کیا۔ پھر چودھری عبد اللہ خان صاحب گیانی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی برکات میں سکھ لٹریچر سے شواہد پیش کئے۔ اسلامی جنگوں کے اسباب بیان کئے۔ آخر میں صاحب صدر نے جلسہ کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے جلسہ کو برخاست کیا۔

امرتسر میں خواتین کا جلسہ علیحدہ ہوا۔ جس میں کئی خواتین نے مضمون پڑھ کر سنائے۔ خاکسار بہادل شاہ از امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ نبوت کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ

۲

نبی کی تعریف اور حضرت مسیح موعودؑ

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ نبی کی تعریف جو حضور علیہ السلام نے کی ہے۔ وُہ آپ پر صادق آتی ہے۔ یا نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کن معنوں میں نبی ہیں؟ حضور فرماتے ہیں:۔

۱۔ ”میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی و بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے“ (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۶)

۲۔ ”ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم رسُول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دُوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی بکثرت ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں“ (بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء)

۳۔ ”میں مسیح موعُود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے“ (نزول المسیح صفحہ ۴۸)

۴۔ ”میں نبی ہوں۔ اور امتی بھی ہوں۔ تاکہ ہمارے سید و آقا کی وُہ پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا۔ اور نبی بھی ہوگا“ (آخری خط اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

مسیح موعود کے نام لیوا بھائیو! خدا را غور کرو۔ کہ ان حوالجات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سچے معنوں میں نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ:۔

الف۔ خدا تعالےٰ نے آپ کا نام نبی رکھا

ب۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام نبی رکھا۔

ج۔ آپ کے اندر وُہ تمام صفات جو انبیاء میں پائی جانی ضروری ہیں۔ پائی گئیں یعنی کثرت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع۔

د۔ پھر یہ کہ آپ نے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا۔

جس شخص میں یہ چار امُور جمع ہوں۔ اُسے کس طرح غیر نبی کہا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا امتیاز

اگر یہ شبہ ہو۔ کہ آپ پر بھی لفظ نبی ویسے ہی اطلاق پاتا ہے۔ جیسے دوسرے اولیائے امت۔ مجددین۔ اور محدثین پر۔ تو اس کا ازالہ بھی خود ہی حکم و عدل علیہ السلام نے فرما دیا ہے۔

۱۔ ”خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے۔ اور ایک ایسا ہوگا۔ کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا“ (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۰۱)

۲۔ ”جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء۔ ابدال و اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصُوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وُہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صُلحا جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وُہ بھی اس قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امُور غیبیہ سے حصّہ پا لیتے۔ تو وُہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لیے خدا تعالےٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وُہ پیشگوئی پُوری ہو جائے“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

۳۔ ”دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آئے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو“ (نزول المسیح صفحہ ۱۵۵)

غور فرمایئے۔ کیا ان حوالجات کی موجودگی میں یہ شبہ باقی رہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت دیگر اولیاء، مجددین۔ اور محدثین والی نبوت ہے۔ مولوی محمد علی صاحب بھی اوائل میں اس بات کے معتقد تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی اس امت میں نبوت کے مدعی ہیں۔ اور دوسرے لوگ نہیں چنانچہ ریویو جلد ۵ نمبر ۱۱۔ میں لکھتے ہیں:۔

”بحث تو یہ تھی۔ کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ علام الثقلین خود ہی بتائیں۔ کہ ان پیشکردہ امور میں سوائے نمبر ۳ کے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار بچے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سلاطین مدعی نبوت تھے اگر نہیں۔ تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے“!

کس نبوت سے انکار کیا

بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نبوت کا انکار بھی کیا ہے۔ اس کا حل بھی سن ۱۹۰۱ء کی تحریر سے ملتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”جس جس جگہ میں نے نبوت۔ یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں میں کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسُول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسُول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا“ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

امتی اور ظلی نبی

امتی۔ ظلی اور بروزی الفاظ کی آڑ لے کر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اسے بھی حضور علیہ السلام نے حل کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

۱۔ جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی سے پایا ہے۔ نہ براہ راست“ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹)

۲۔ ”ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محضُوص فیض محمدی سے وحی پانا وُہ قیامت تک باقی رہے گی“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

مسئلہ نبوت کے متعلق اس مضمون میں جس قدر گنجائش تھی۔ اس کے مطابق حکم و عدل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے پیش کر دیئے گئے ہیں۔ ماننا نہ ماننا غیر مبایعین کا کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وُہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وُہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وُہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں“ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ حاشیہ)

خاکسار عبدالرحمٰن۔ مبشر مولوی فاضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض احرار کی فتنہ انگیزی اور سکھ اصحاب سے گزارش

لوگوں کے مختلف طبقات میں فساد ڈلواکر اپنا اُلّو سیدھا کرنا احرار کی پرانی عادت ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف جہاں اس ٹولی نے اور بہت سے طریقوں سے فتنہ انگیزی کی۔ وہاں شر انگیزی کی اس راہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ قادیان میں جو جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔ ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں کو جماعت کے خلاف اکسایا جائے۔ اور اس طرح باہمی تشتت و افتراق پیدا کرکے اپنے خود غرضانہ مقاصد حاصل کرنے کا انتظام کیا جائے۔ ۱۹۳۴ء کی نام نہاد "تبلیغی کانفرنس" اس سلسلہ کی پہلی کڑی تھی۔ اس میں احرار کے اپنے قول کے مطابق قادیان کے اردگرد کے علاقہ کے سکھوں کی ایک بھاری تعداد شریک ہوئی۔ کانفرنس تبلیغ اسلام کے نام سے کی جائے۔ لیکن اس "تبلیغی کانفرنس" میں مظاہرہ اور رونق کا سامان سکھ مہیا کریں۔ یہ منطق کسی عقلمند آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ظاہر ہے کہ اس مظاہرہ کا مقصد محض یہ تھا۔ کہ احمدیوں کو یہ دکھا کر مرعوب کیا جائے۔ کہ علاقہ کے سکھ احرار کی پشت پر ہیں۔ اس وقت سے کر آج تک ملا عنائت اللہ احراری اور مصری کے بعض ایجنٹوں کی یہی کوشش رہی ہے۔ کہ اردگرد کے سکھوں میں جماعت احمدیہ کے متعلق بالکل جھوٹی اور بے بنیاد باتیں مشتہر کرکے ان کو احمدیوں کی مخالفت پر کمر بستہ کریں۔ سمجھدار سکھ اصحاب احرار اور دیگر مفسدہ پرداز اشخاص کی اس چال سے بخوبی واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ملا عنائت اللہ اور مہر دین آتشباز ایسے لوگوں کو مونہہ لگانا پسند نہیں کرتے۔ اور ان کے جماعت احمدیہ کے افراد سے نہایت خوشگوار تعلقات ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بعض ناواقف لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو دوسروں کی باتوں میں آکر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے۔ کہ ان کو اکسانے والے لوگ ان کے سخت دشمن ہیں۔ اور انہیں لڑائی اور فساد پر آمادہ کرکے محض تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ایسے اصحاب کی غلط فہمیوں کو دور کرنا ضروری ہے۔

حیرت ہے۔ کہ حکومت کے ذمہ دار کارکن اس قسم کے فتنہ پردازوں کا انسداد ضروری نہیں سمجھتے۔ حالانکہ رعایا کے مختلف طبقات میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے والوں کو روکنا ان کا فرض منصبی ہے۔ مجھے اس بارے میں لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ کچھ عرصہ سے قادیان کے اردگرد کے علاقہ کے سکھوں میں ملا عنائت اللہ احراری مہر دین آتشباز اور مصری کے بعض پٹھوؤں نے ماحول قادیان کے نقشہ (یہ نقشہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حال ہی میں طبع کرایا ہے) کی آڑ لے کر یہ پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ کہ احمدی قادیان کے اردگرد اپنی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ مجھے اس کی تردید کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن چند دن ہوئے میں ایک تبلیغی کام کے سلسلہ میں نواں پنڈ سرداراں گیا۔ تو وہاں سردار تیجا سنگھ صاحب جتھیدار شرومنی پربندھک کمیٹی ایسے ذمہ دار شخص کے مونہہ سے اس قسم کی باتیں سنکر مجھے حیرت ہوئی۔ اور میں نے ضروری سمجھا کہ اس کے متعلق اظہار خیال کروں۔

ماحول قادیان کا نقشہ تجویز کردہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا خیال اس لئے پیدا ہوا۔ کہ ان احمدی احباب کے لئے جو پندرہ پندرہ دن وقف کرکے اردگرد کے علاقہ کے لوگوں میں تبلیغ کرنے کے لئے جاتے ہیں سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اور ہمارا یہ فعل قرآنی حکم لتنذر ام القرى ومن حولها۔ کے ماتحت ہے۔ جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہم قادیان کو ام القرے یقین کرتے ہیں۔ ایسے آنریری مبلغین چونکہ علاقہ کے دیہات اور راستوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا۔ کہ اس قسم کا نقشہ تیار کیا جائے۔ جو انکی راہنمائی کرسکے۔ جغرافیائی نقشے بیسیوں پبلشر تیار کرتے ہیں۔ تحصیلوں کے نقشے بنتے ہیں۔ اضلاع کے نقشے بنتے ہیں۔ صوبجات کے نقشے بنتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی احرار کو ان کے متعلق بھی خیال آیا ہے۔ کہ وہ کونسی ریاستوں کا پیش خیمہ ہوتے ہیں اس قسم کے ایک نقشہ سے یہ خیال کرلینا کہ یہ ریاست بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اسی شخص کا کام ہوسکتا ہے جس کو عقل و خرد جواب دے چکی ہو۔ یا اس کی نیت خراب ہو۔ اور وہ لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہو۔ احرار چونکہ احمدیوں کے خلاف ہر رنگ میں جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس معمولی سی بات کو آڑ بنا کر سکھوں میں غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی۔ تا وہ مشتعل ہوکر احمدیوں سے الجھ جائیں۔ اور یہ لوگ اپنا اُلّو سیدھا کرلیں۔ سکھوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ کا اصل الاصول یہ ہے۔ کہ زندہ رہو۔ اور دوسروں کو زندہ رہنے دو۔ علاقہ کے معزز سکھ دوست جماعت احمدیہ کے اس صلح کل رویہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور خود سردار تیجا سنگھ صاحب نے فرمایا۔ کہ علاقہ کے سکھوں کے جماعت احمدیہ سے نہایت اچھے تعلقات ہیں۔ ان حالات کی موجودگی میں فتنہ پرداز لوگوں کی باتوں پر یقین کرنا ہرگز قرین عقل و دانش نہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ نقصان سکھوں کا ہوگا یا احمدیوں کا جو علاقہ میں مالکانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ہمسایہ ہیں۔ احراری بس میں چنگی ڈالکر کنارے پر کھڑے ہوکر محض تماشہ دیکھنے والے ہوں گے۔ پس سکھ اصحاب کا فرض ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں بلکہ انہیں دور سے دھتکار دیں۔ کیونکہ یہ لوگ خیر خواہی کے لباس میں ان سے دشمنی کر رہے ہیں۔

عبد المجید بی۔ اے (ذاکر)

مردم شماری اور جماعتہائے احمدیہ

عرصہ سے ہندوستان کی احمدی جماعتوں کو مردم شماری کے فارم مرکز سے بھجوائے جاچکے ہیں۔ تاکہ احباب ان کو پُر کرکے مرکز میں بھجوائیں جس سے ہندوستان کی احمدیہ مردم شماری کا پورا پورا علم ہوسکے۔ اور آئندہ مارچ ۱۹۴۱ء میں ہونے والی مردم شماری میں کوئی احمدی فرد ایسا نہ رہ جائے۔ جس کا شمار نہ ہو۔ دوسری قومیں جہاں اپنے اندر دوسرے لوگوں کو جذب کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وہاں ہمارے احباب اپنی احمدی مردم شماری کو نمایاں کرنے میں بھی سستی سے کام لے رہے ہیں امید ہے کہ احباب جماعت اب اس طرف پوری توجہ فرمائیں گے۔ اور جلد وصول شدہ فارموں کو پُر کرکے مرکز میں بھجوائیں گے۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ

قواعد امانت ذاتی میں ترمیم

احباب جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ اپنی امانت میں سے جس قدر روپیہ کوئی امانت دار منگوائے گا۔ اس کے بھیجنے کا خرچ حساب دار کے حساب میں مجرا کیا جائے گا۔

ناظر بیت المال قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گاندھی جی کے عدم تشدد پر اخبارات کا تبصرہ

گاندھی جی نے پچھلے دنوں عدم تشدد کے متعلق ایک سوال کے جواب میں بیان کیا تھا۔ کہ گوشت اور انڈا کھانا بھی عدم تشدد کے مطابق ہے۔ اس پر ۵ ستمبر کے "الفضل" میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا گیا تھا کہ "جب تشدد کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کرنا بھی تشدد میں داخل ہے۔ تو گوشت جو جانور کی جان لینے کے بعد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس کا کھانا گاندھی جی کے نزدیک کس طرح تشدد سے باہر رہ سکتا ہے۔ اس موقعہ پر اس مشکل کو انہوں نے بھی محسوس کیا۔ مگر گوشت خوری کو عدم تشدد کے حدود میں داخل کر لینے کی یہ وجہ بیان کی۔ ورنہ انہیں مسلمانوں عیسائیوں اور بہت بڑی تعداد میں ہندوؤں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ گویا گوشت خوری میں اس لئے تشدد کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ کہ اس کا استعمال ہر مذہب کے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کرتی ہے۔ اور اگر یہ تعداد گاندھی جی سے الگ ہو جائے۔ تو ان کے ہاتھ پلے کچھ نہیں رہتا۔

گوشت خوری کے متعلق گاندھی جی کا یہ جواب جہاں بیحد مضحکہ خیز ہے وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ دنیا کو اپنے پیچھے چلانے اور لوگوں کی خاطر اپنے اصول سے بال بھر بھی پیچھے نہ ہٹنے کا ملکہ صرف انہی انسانوں کو حاصل ہوتا ہے۔ جنہیں خدا تعالےٰ دنیا کی راہ نمائی کے لئے مبعوث کرتا ہے"

اب دوسرے اخبارات نے بھی اظہار خیالات کیا ہے۔ چنانچہ معاصر ریاست (۵ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"مہاتما جی کے اس بیان کے مطابق گوشت اور انڈوں کا کھانا صرف اس لئے عدم تشدد کے مطابق جائز ہے۔ کیونکہ مسلمان۔ عیسائی اور ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد گوشت کھاتی ہے۔ اور اگر یہ ناجائز قرار دیا گیا۔ تو عیسائی۔ مسلمان اور ہندوؤں کی بڑی تعداد کو کانگرس سے علیحدہ کر دینا پڑے گا۔ ہمیں یقین نہیں آتا کہ مہاتما گاندھی جی نے ایسا بے معنی جواب دیا ہو۔ جو عدم تشدد کے بنیادی اصولوں کے ہی خلاف ہے۔ کیونکہ عدم تشدد کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ کسی کو دُکھ نہ دیا جائے۔ اور نہ کسی کی جان لی جائے۔ گوشت کی صورت میں انسان ایک جاندار کو ذبح ہونے کی ناقابل بیان تکلیف دیتا ہے۔ اور انڈے کی صورت میں بھی گو انڈے میں دکھ اور سکھ کا احساس نہیں ہوتا۔ مگر اس کے جاندار ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یعنی انڈا کھانے والا بھی گو انڈے والے جانور کو تکلیف نہیں دیتا (کیونکہ انڈے میں حس نہیں ہوتی) مگر اس میں جان ہوتی ہے۔ جس کو کھانے والا ضائع کرتا ہے۔ اگر یہ اوپر کا خیال جو "ہری جن" میں ظاہر کیا گیا ہے۔ فی الحقیقت مہاتما گاندھی جی کا ہی ہے۔ تو ہمارے خیال میں اس بیان کی موجودگی میں مہاتما گاندھی کا دماغ اب ذیل کی دو نو صورتوں میں سے ایک میں ضرور تبدیل ہو چکا ہے۔ یعنی (۱) یا تو مہاتما گاندھی کا عدم تشدد کے متعلق نظریہ بالکل تبدیل ہو گیا ہے۔ یعنی آپ اب کسی کی جان لینے اور اس کو دکھ دینے کو عدم تشدد نہیں سمجھتے (۲) یا آپ کا دماغ اب بڑھاپے کے باعث اس حالت میں پہونچ چکا ہے۔ جب اس کا توازن قائم نہیں رہتا۔ اور انسان عقل اور سمجھ کے اعتبار سے ٹھوکریں کھاتا ہے۔ ان دونوں صورتوں کے علاوہ تیسری کوئی اور صورت ہمیں نظر نہیں آتی۔ اور دونوں صورتوں میں ہی پبلک کے سامنے یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ کہ مہاتما گاندھی کے مقلد اور عدم تشدد کو دنیا کے لئے ذریعہ نجات سمجھنے والے لوگ کیا پوزیشن اختیار کریں"

اخبار "پرتاپ" (۱۶ ستمبر) نے گاندھی جی کے اس بیان کو دوسرے رنگ میں لیا ہے چنانچہ لکھتا ہے:۔

"گوشت خوری کے لئے کوئی بھی وجہ جواز پیش کی جائے۔ کسی کو آج تک یہ کہنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ کہ گوشت تشدد کے بغیر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے گوشت خور اعلےٰ تر مفاد کے لئے گوشت خوری کو بھلے ہی جائز ٹھہرائیں۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ گوشت خوری میں تشدد نہیں مہاتما نے اس تشدد کو عدم تشدد بنا دیا ہے۔ اور محض اس لئے کہ اگر اسے تشدد مانا جائے۔ تو سب مسلمان اور بہت سے ہندو کانگرس سے الگ ہو جائیں۔ بجائے اس کے مہاتما اس نتیجہ پر پہونچتے۔ کہ کانگرس عدم تشدد پر پوری طرح کاربند نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے اپنے ضمیر کو شانت کرنے کے لئے کہہ دیا کہ گوشت خوری میں تشدد نہیں۔ مہاتما بڑے آدمی ہیں۔ وہ غلط بات بھی کہیں۔ تو اسے صحیح ماننے والے کچھ نہ کچھ نکل آئیں گے۔ لیکن غلط آخر غلط ہے اور اسے اپنی آتما کے وردھ صحیح ماننا پڑے تو اسنتوش پھیل جاتا ہے۔ پچھلے دنوں ثابت ہو گیا۔ کہ لوگ مہاتما کو کانگرس میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے زبان سے ان کے عدم تشدد پر ایمان لے آتے ہیں۔ لیکن دل سے نہیں مانتے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری پولیٹیکل زندگی میں فریب اور دھوکہ کا عنصر داخل ہو رہا ہے۔ جب تک ہم خود کو دھوکہ نہ دیں۔ دوسروں کو نہیں دے سکتے اور جس چیز کی بنیاد دھوکہ پر ہو۔ وہ مضبوط نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح بہت سے کانگرسیوں کو کھدر پر وشواس نہیں۔ پہنتے ہیں تو اس لئے کہ انہیں کانگرس میں رہنا ہے۔ وہ مہاتما کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھا سکتی۔ اور مہاتما اس میں رہنے کی یہ قیمت طلب کرتے ہیں۔ کہ اس کا ہر ایک ممبر کھدر دھاری ہو۔ کانگرسیوں کا وشواس نہ اہنسا پر ہے نہ کھدر پر اس لئے ان کے عمل سے کانگرس کمزور ہو رہی ہے"

گاندھی جی نے اس قسم کی نکتہ چینی کا جواب دیتے ہوئے اپنے سابقہ بیان کی تشریح میں لکھا ہے:۔

"آہنسا (عدم تشدد) کی جو وضاحت میں نے حال میں کی تھی۔ اس کے متعلق سخت شکایات کی گئی ہیں۔ سچ مچ ہی مجھے ان خطوط وغیرہ سے سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ خط لکھنے والے بھائی شائد بھول گئے ہیں۔ کہ میں نے جس عدم تشدد کی وضاحت کی ہے۔ وہ صرف کانگرس کے عدم تشدد کے متعلق تھی۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ میں تو کیڑوں مکوڑوں اور سانپوں کو بھی نہیں مارنا چاہتا۔ اور نہ ہی کسی حالت میں گوشت کھانا چاہتا ہوں۔ لیکن میں ایسی اہنسا کانگرس پر نہیں ٹھونس سکتا کانگرس کوئی مذہبی جماعت نہیں۔ یہ ہے ایک سیاسی جماعت"

مطلب یہ ہے۔ کہ سیاسی عدم تشدد اور ہے۔ اور مذہبی اور۔ گاندھی جی کے نزدیک سیاسی عدم تشدد میں گوشت اور انڈے کھا لینے جائز ہیں۔ گویا دوسروں کی جان لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن مذہبی عدم تشدد میں یہ جائز نہیں۔ کہ اپنی حفاظت کے لئے بھی ظالم کے تشدد کا مقابلہ طاقت سے کیا جائے۔ ہمارے نزدیک گاندھی جی نے عدم تشدد کی یہ کوئی ایسی تشریح نہیں کی۔ جو کسی کو مطمئن کر سکے۔ بلکہ انہوں نے پھر ٹھوکر کھائی ہے چونکہ انہوں نے ابتداء سے ہی ایسی راہ اختیار کر رکھی ہے۔ جو درست نہیں اس لئے جوں جوں وہ آگے بڑھتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ بھول بھلیاں میں پھنستے جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برما اور اہل برما کے دلچسپ حالات

ایک تبلیغی جماعت کے لئے یہ اشد ضروری ہے۔ کہ وہ مختلف ممالک اور مختلف اقوام کے مذہبی حالات کے علاوہ تمدنی ومعاشرتی حالات سے بھی آگاہ رہے لیکن چونکہ ہندوستان میں علمی مذاق ابھی ابتدائی درجہ میں ہے۔ اس لئے ہندوستانی بالعموم اپنی ہمسایہ اقوام کے حالات سے بھی بے خبر ہیں۔ برما ہمارے پڑوس میں ہے۔ بلکہ صرف چند سال قبل تک وہ ہندوستان کا ایک حصہ تھا۔ اور وہاں ہندوستانی بکثرت آباد ہیں۔ لیکن کتنے لوگ ہیں۔ جو اہل برما کے حالات سے واقف ہیں۔ برما کا دارالسلطنت یعنی رنگون کلکتہ سے قریباً ساڑھے سات سو میل کے فاصلہ پر ہے اور تین چار روز میں جہاز پہنچ جاتا ہے مذہب کے لحاظ سے برما کی اکثریت بدھ مذہب کی پیرو ہے۔ لیکن سرحد پر پہاڑی ریاستوں کے لوگ نیز برما کے جاہل وحشی جنہیں "کرن" کہا جاتا ہے۔ اکثر بھوتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور اب بھی نیم برہنہ حالات میں رہتے اور تہذیب وتمدن سے بالکل ناآشنا ہیں۔ عیسائی مشنری جنہوں نے تبلیغ مسیحیت کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ ان لوگوں میں بھی پہنچ چکے ہیں۔ اور انہیں حلقہ بگوش عیسائیت بنا رہے ہیں۔

اہل برما رقص وسرود کے شیدائی ہیں بالخصوص عورتیں ناچ میں بہت ماہر ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اعلیٰ درجہ کے رقاص ہوتے ہیں یوں تو اپنے اس ذوق کو پورا کرنے کے لئے ہر ماہ کوئی نہ کوئی تیوہار منایا جاتا ہے۔ مگر دو تیوہار بہت مشہور ہیں۔ یعنی "تھدجر" اور "ناٹط" ان میں سے اول الذکر اکتوبر میں منایا جاتا ہے جبکہ لوگ کئی کئی راتیں اپنے مکانات پر رنگارنگ کی روشنی کرتے ہیں اور بڑے لمبے لمبے اور مختلف جانوروں کی شکل کے غبارے اڑاتے پھرتے ہیں۔ ناٹط اپریل میں منایا جاتا ہے۔ جسے دراصل برمیوں کا نوروز کہنا چاہیئے۔ اس دن لوگ ایک دوسرے پر پانی پھینکتے اور کھیلتے کودتے ہیں جابجا رقص وسرود کی محفلیں قائم کی جاتی ہیں۔ اور لوگ کئی کئی روز تک یہ سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ برما میں عورتوں کو ایک خاص پوزیشن حاصل ہے۔ پردہ وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا۔ گھر کے اندر اور باہر تمام انتظام اور کام کاج کی ذمہ وار وہی ہیں کاروبار عام طور پر عورتیں ہی کرتی ہیں۔ اکثر دکانیں وہ کرتی ہیں۔ اور سودا سلف خریدنے والی بھی اکثر عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ گو اب اس طریق میں کچھ تبدیلی ہو گئی ہے۔ لیکن اکثر حالتوں میں اب بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ عورتیں اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کما کر لاتی ہیں۔ اور مرد گھر میں بیٹھ کر بچوں کی خبرگیری کرتے ہیں۔ کوئی کام خواہ کتنا مشکل کیوں نہ ہو۔ عورتیں مردوں کی مدد کے بغیر خود کرتی ہیں۔ نوجوان لڑکیاں اُجلے اور صاف لباس پہنے ہوئے آپ کو ریلوے سٹیشنوں پر قلی کا کام کرتی ہوئی نظر آئیں گی برما کے قانون میں بھی عورت اور مرد میں کوئی امتیاز نہیں۔ باپ کی جائیداد میں لڑکا اور لڑکی مساوی حصہ دار سمجھے جاتے ہیں۔ شادی کے بعد بیوی شوہر کے ہاں نہیں جاتی۔ بلکہ شوہر بیوی کے گھر رہنے کے لئے چلا جاتا ہے۔ عوام الناس میں شادی کے موقعہ پر کوئی خاص رسوم ادا نہیں کی جاتیں۔ جب کوئی لڑکا اور لڑکی باہم شادی کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ تو کچھ روز کے لئے اپنے شہر سے بھاگ جاتے ہیں۔ بس یہی شادی ہے۔ برمیوں میں طلاق کا رواج بھی پایا جاتا ہے۔ زن وشوہر جب چاہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ طبقہ امراء میں البتہ شادی کے موقع پر دوستوں کی دعوتیں کی جاتی ہیں۔ اور بعض مذہبی رسوم کی ادائیگی پر بھی کافی روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔

برمی لوگ نہایت خوش طبع اور عیش وعشرت کے دلدادہ ہیں۔ لباس صاف ستھرا پہنتے ہیں۔ اور بدن کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں۔ غرباء کے مکانات بھی نہایت اجلے اور آراستہ ہوتے ہیں۔ مہمان نوازی بھی ان کا خاص وصف ہے۔ گھر میں مہمان آ جانے پر ہر چھوٹا بڑا اس کی خاطر مدارت میں لگ جاتا ہے۔ جوا کھیلنا اہل برما کا مرغوب کھیل ہے۔ ان کے اس شوق سے فائدہ اٹھانے کے لئے مقامی حکومت بھی سال میں تین بار لاٹری کا انتظام کرتی ہے۔ اور اس سے لاکھوں روپیہ سالانہ کا فائدہ اٹھاتی ہے۔ ہر گھر میں مرد عورت اور چھوٹے بڑے ملکر تاش کھیلتے ہیں۔ اور اس پر شرطیں باندھتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ لوگ عام طور پر بہت فضول خرچ ہوتے ہیں۔ جیب میں جو کچھ ہو۔ جب تک خرچ نہ کر لیں۔ چین نہیں لیتے۔ اور جب پلے کچھ نہ رہے تو کپڑے تک رہن رکھ کر روپیہ حاصل کر لیتے ہیں۔ ہر شہر میں ایسی کئی دکانیں ہوتی ہیں۔ جو لوگوں کے کپڑے وغیرہ رہن رکھ کر پیسے دیدیتی ہیں۔ اگر ایک معین عرصہ تک قرض ادا کر کے کپڑے واپس نہ لئے جائیں۔ تو وہ دکاندار کی ملکیت ہوتے ہیں۔ اور ایسے دکانداروں کو چونکہ کافی فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے حکومت بھی ان سے ہزاروں روپیہ سالانہ بصورت ٹیکس وصول کرتی ہے۔ اور چونکہ قماربازی اور فضول خرچی اہل برما کا خاصہ ہے۔ اس لئے رشوت ستانی کا بہت زور ہے۔ اہل برما کا عقیدہ ہے کہ چند روزہ زندگی کو آرام اور آسائش کے ساتھ گزارنا چاہیئے۔ اور جس طرح بھی ہو دنیا کی زندگی کو پرتکلف بنانا چاہیئے۔ اپنے جذبات کو مار کر اور نفس کشی کر کے روپیہ جمع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ لوگ غم وفکر کے بالکل عادی نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ کسی عزیز سے عزیز کی موت پر بھی انہیں رونا نہیں آتا۔ بلکہ خوشیاں مناتے ہیں۔ لاش کو معطر کر کے کئی کئی روز تک گھر کے اندر رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے عزیز اقارب خوب گاتے بجاتے اور ناچتے کودتے ہیں۔ اور خوب دعوتیں اڑاتے ہیں۔ مذہبی پیشوا جنہیں "پھونگی" کہا جاتا ہے۔ ان کی موت پر تو خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا۔

برمی عورتیں شادی بیاہ کے معاملہ میں کسی قومیت یا مذہب کی پابند نہیں بلکہ جس مرد سے چاہیں شادی کر لیتی ہیں۔ چنانچہ بہت سے ہندوستانی مسلمانوں کی بیویاں برمی ہیں۔ ایک عجیب بات یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام کرنے کے لئے برمیوں میں کوئی معین جملہ یا فقرہ نہیں۔ ایک دوسرے کے آگے سر کو ذرا جھکا کر مسکرا دینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ اور یہی ان کا سلام ہے۔ غذا میں زیادہ تر چاول اور مچھلی شامل ہے۔ گوشت بالخصوص ان کی غذا نہیں۔ لیکن اس کے کھانے میں کوئی پرہیز بھی نہیں۔ گوشت خور لوگ ہر جانور کا گوشت کھا جاتے ہیں۔ تمباکو نوشی کا رواج بہت عام ہے۔ بڑوں کا تو ذکر ہی کیا۔ پانچ پانچ چھ چھ سال کے بچے بھی بلاتکلف سگرٹ پیتے پھرتے ہیں۔ عورتیں بالعموم ننگے سر رہتی ہیں۔ اور بالوں کو اکٹھا کر کے جوڑا باندھ لیتی ہیں۔ قمیص کے بجائے جاکٹ پہنتی ہیں مرد بالعموم ہیٹ اور بعض صورتوں میں پگڑی پہنتے ہیں۔ رنگین کپڑے پہننے کا برما میں بہت رواج ہے۔ اور ان کے کپڑوں کو دیکھ کر ایک غیر برمی حیران رہ جاتا ہے۔ کہ دنیا میں کتنی اقسام کے رنگ ہیں۔ برمی تصاویر کے بہت شائق ہیں۔ ہر مکان میں کثرت سے تصاویر آویزاں ہوتی ہیں۔

جامعہ احمدیہ کب کھلیگا

۲۰۔ستمبر ۱۹۴۰ء کو جامعہ احمدیہ کی موسمی تعطیلات ختم ہو جائیں گی۔ اور ۲۱۔ستمبر ۷ بجے صبح جامعہ احمدیہ کھلیگا اور باقاعدہ پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ تمام طلباء کو چاہیئے۔ کہ ۲۰۔ستمبر تک قادیان پہنچ جائیں۔ غیر حاضر رہنے والے طلباء جرمانہ وسزا کے مستحق ہوں گے۔ فضل کریم کلرک جامعہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بورڈران و طلباء مدرسہ احمدیہ اور ان کے والدین کی توجہ کے لئے ضروری اعلان

مدرسہ احمدیہ موسمی تعطیلات کے بعد انشاء اللہ العزیز ۲۱ ستمبر بروز ہفتہ کھلے گا۔ طلباء کے سرپرستوں اور والدین کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے وقت میں قادیان بھجوائیں۔ کہ وہ پہلے دن سکول میں حاضر ہو سکیں۔ تا کہ ان کی پڑھائی میں حرج واقع نہ ہو۔

بورڈران کے سرپرستوں کی آگاہی کے لئے اس سے قبل بھی اعلان کیا گیا تھا اب دوبارہ عرض کیا جاتا ہے۔ کہ بعض والدین یا سرپرست قواعد بورڈنگ کے خلاف اپنے بچوں کو براہ راست رقوم ارسال کرتے رہتے ہیں۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں۔ اگر اس کے بعد وہ اس قاعدہ کی خلاف ورزی کریں گے۔ اور ان کے اس تساہل کی وجہ سے ان کے بچوں کے اخلاقی و تربیتی امور میں نقائص پیدا ہوں گے تو ان نقائص کے وہ خود ذمہ وار ہوں گے۔

بورڈران کے سرپرستوں کو ہر ماہ بورڈروں کے ماہواری حسابات بھجوائے جاتے ہیں۔ جس سے ان کو مالی حالت کا علم ہوتا رہتا ہے۔ اکثر بورڈران کی رقم ختم ہو چکی ہے۔ اور اکثر بورڈروں کے ذمہ بقائے ہیں۔ سب سرپرستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ بورڈنگ صدر انجمن احمدیہ کا ایک تجارتی صیغہ ہے۔ اگر اس کے پاس بورڈر کی رقم جمع ہو۔ تو اس میں سے اس پر خرچ کی جا سکتی ہے۔ نیز مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء کے فیصلہ کے مطابق ہر بورڈر کا دو ماہ کا خرچ پیشگی بورڈنگ کے پاس جمع رہنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں اس کا کرایہ بھی جمع ہونا چاہیئے۔ اور ہر ماہ کے خرچ کی رقم حساب کا کارڈ ملنے پر فوراً بھجوا دینی چاہیئے۔ لیکن اکثر سرپرست اس بارے میں لاپرواہی سے کام لیتے ہیں۔ اور کارکنان بورڈنگ کی پریشانی اور اپنے عزیزوں کے لئے تکلیف کا موجب ہوتے ہیں۔ مہربانی فرما کر وہ ان قواعد کی پابندی کریں۔ اور اب وہ عزیزان کو واپس بورڈنگ میں بھجواتے وقت اس قاعدہ کے مطابق کافی رقم دے کر بھجوا دیں۔

انچارج بورڈنگ مدرسہ احمدیہ

قابل توجہ وعدہ کنندگان خلافت جوبلی فنڈ

خلافت جوبلی کی تقریب سعید پر نو ماہ گذر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک بعض جماعتوں اور دوستوں نے باوجود وعدہ کرنے کے اپنی موعودہ رقوم ادا نہیں کیں۔ اور بعض ایسے دوست بھی ہیں۔ جو اس مبارک تحریک میں پیشتر کسی مجبوری کی وجہ سے حصہ نہیں لے سکے۔ ایسی جماعتوں اور احباب کی توجہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وعدہ کنندگان براہ مہربانی جلد از جلد اپنے وعدے پورے کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ کیونکہ ان العہد کان مسئولا۔ اور جو بوجہ مجبوری پیشتر حصہ نہیں لے سکے۔ وہ اب حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ اور اپنے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے اخلاص اور عقیدت کا ثبوت دیں۔ مبارک ہیں وہ جن کو ایسا مبارک اور نادر موقع میسر آیا اور وہ مالی قربانی کر کے دائمی ثواب کے مستحق بن گئے۔

ناظر بیت المال قادیان۔

باعزت روزگار حاصل کرنے کیلئے بائیوکیمک و ہومیوپیتھک سندات بذریعہ خط و کتابت حاصل کریں۔ نیز جنگ کے قبل کے نرخوں پر ادویات ڈاکٹر فی ڈرام سلائم ہومیوپیتھک فارمیسی امرتسر سے خرید کریں

بورڈران تحریک جدید کے بقایا کے متعلق اعلان

اس سے قبل بورڈران کے والدین یا گارڈین کے نام ان کے ذمگی بقایوں کے حسابات علیحدہ علیحدہ اسم وار بھیجے گئے ہیں۔ اب بطور یاددہانی تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک بورڈر گھر سے روانگی کے وقت اپنے ذمگی بقائے اور دو ماہ پیشگی خرچ کے لئے رقم مطلوبہ ہمراہ لاوے۔ تا کہ دفتر اس کی جملہ ضروریات کو آسانی سے مہیا کر سکے۔

قائم مقام سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ تحریک جدید

احرار کی بدزبانی کے خلاف قرارداد

انجمن احمدیہ جمشید پور نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس میں احراری لیکچراروں کی اس بدزبانی کے خلاف جو انہوں نے پچھلے دنوں قادیان میں کی۔ قرارداد پاس کی جس کی نقول وائسرائے سے لے کر ڈپٹی کمشنر گورداسپور تک کو بھجوائی گئیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا فاروق کے متعلق ارشاد

فرمایا "فاروق کی قیمت صرف اڑھائی روپیہ سالانہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اڑھائی روپیہ میں اس قسم کے اخبار کا لوگوں کو میسر آجانا غنیمت ہے۔" "پس میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اخبار فاروق کے خریدار بنیں ڈھائی روپیہ سالانہ میں انہیں (ہر ہفتہ) میرا خطبہ بھی مل جائیگا۔ اور خطبہ کے علاوہ اور بہت سے مضامین سے بھی وہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔" (ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

المعلن خاکسار میر قاسم علی ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور۔

دوائی اٹھرا

محافظ جنین حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کے شاگرد کی دوکان سے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ ہچکی۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے پھنسی چھالے خون کے دھبے پڑنا دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا لڑکے فوت ہو جانا اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی مرض نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رض طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تا کہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے محصولڈاک علاوہ۔

المشتہر حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

مدراس ۱۶ ستمبر۔ مالابار ڈسٹرکٹ کے ایک مقام پر کل ایک پروٹسٹ ڈے صوبہ کانگرس کمیٹی کے زیر ہدایت ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت حکومت کی پالیسی کے خلاف منایا گیا۔ حالانکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ممانعت کر دی تھی۔ مظاہرین نے پولیس پر حملہ کر کے ایک سب انسپکٹر اور ایک کانسٹبل کو ہلاک کر دیا۔ سات سپاہی سخت مجروح ہوئے۔ پولیس کو گولی چلانی پڑی جس سے تین آدمی ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔ اور بھی کئی مقامات پر انہی جلسوں کے سلسلہ میں لاٹھی چارج کیا گیا۔

بمبئی ۱۶ ستمبر۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس آج ختم ہو گیا۔ اور ورکنگ کمیٹی کا ریزولیوشن کثرت آراء سے پاس ہو گیا۔ گاندھی جی نے کہا۔ کہ سول نافرمانی کا فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا جائے میں جانتا ہوں کہ اسے کب شروع کرنا چاہیئے۔ میں برسوں سے ہندوستان کو سول نافرمانی کے لئے تیار کر رہا ہوں۔ آزادیٔ تقریر سوراج کی بنیاد ہے۔ ہم اس کے لئے لڑیں گے۔ کہ جو کچھ کہنا چاہیں اسے کہنے کی آزادی حاصل ہو۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ سول نافرمانی ضرور ہو کر رہے گی۔ طوفاں سر پر ہے۔ ہمیں لنگر لنگوٹے کس لینے چاہئیں

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ ہندوستانی مسائل میں دلچسپی لینے والے برطانوی لوگوں کی رائے ہے۔ کہ کانگرس کی قیادت ہاتھ میں لے کر گاندھی جی نے سلطنت برطانیہ کو ایک خطرے سے بچا لیا ہے۔ اور اب بھی سمجھوتہ کا امکان ہے۔ وزیر ہند کو چاہیئے۔ کہ فوراً بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان جائیں اور درجہ نوآبادیات کے لئے ایک میعاد مقرر کر کے گاندھی جی کو مطمئن کریں

حیدر آباد سندھ ۱۶ ستمبر۔ ایک گاؤں میں ایک خاکسار کے ہاں سے ایک مشین گن برآمد ہوئی ہے۔ جو ساڑھے چار فٹ لمبی ہے۔ اور دو پہیوں پر چلتی ہے۔ پولیس ایک چوری کی تفتیش کر رہی تھی۔ کہ اس کا سراغ مل گیا۔

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ کل جرمن ہوائی جہازوں نے بکنگھم محل پر پھر بم پھینکے جن میں سے بعض آتش افروز تھے۔ کئی جگہ آگ لگ گئی۔ مگر فوراً قابو پا لیا گیا۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ باہر تھے۔ ملکہ کے گول کمرہ کو سخت نقصان پہونچا۔ تین نوکر مجروح ہو گئے ہسپتالوں پر بھی بے پناہ بم باری کی گئی سینٹ پال کے گرجا پر دیر سے پھٹنے والا ۲۷ من وزنی بم پھینکا گیا۔ اسے وہاں سے ہٹانے کے لئے دو لاریاں استعمال کی گئیں۔ اور دور دور تک بازار خالی کرا لئے گئے۔ دشمن کے ۱۸۵ ہوائی جہاز گرا لئے گئے۔ جرمن ہائی کمانڈ نے تسلیم کر لیا ہے کہ اس کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔

وشی ۱۶ ستمبر۔ فرانس کے دو سابق وزیر اعظم تو پہلے ہی پیٹان گورنمنٹ گرفتار کر چکی ہے۔ اب ایک اور سابق وزیر اعظم ایم لیون بلم کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

ملبورن ۱۶ ستمبر۔ وزیر اعظم آسٹریلیا کی رائے ہے۔ کہ آئندہ دو ہفتوں کے اندر اندر ہٹلر شرائط صلح پیش کرے گا۔

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ برطانیہ پر حملوں کے دوران میں جرمنی کے ۲۱۴۳ ہوائی جہاز تباہ ہو چکے ہیں گذشتہ پانچ ہفتوں کا نقصان ۱۷۳۹ ہے برطانیہ کے ۷۶۰ جہاز برباد ہوئے۔

لاہور ۱۶ ستمبر۔ پنجاب اسمبلی کا سشن ۱۱ نومبر کو لاہور میں شروع ہو گا۔ کئی بل جن میں لاہور کارپوریشن بل بھی ہے پیش ہوں گے۔ مزید ٹیکسوں کی فی الحال کوئی تجویز نہیں۔

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ وزارت پرواز کا ایک اعلان مظہر ہے کہ رائل ایئر فورس کے طیاروں نے ناروے سے لے کر فرانس کے جنوب تک تمام جرمن اڈوں پر شدید بم باری کی۔ فوجی اور ٹرانسپورٹ کے مراکز پر حملے کئے گئے۔ پٹرول کے ذخائر۔ بندرگاہوں اور کشتیوں کو سخت نقصان پہونچایا گیا۔ تیل۔ کوئلہ اور دیگر سامان کے ذخائر میں آگ بھڑک اٹھی۔ صرف ڈنکرک میں تین سو کشتیاں تباہ کی گئیں۔ ایک ایک ٹن کے چالیس۔ اور ایک ہزار آتش افروز بم پھینکے گئے۔ گذشتہ شب برلن پر دو بار حملے کئے گئے۔

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ جاپان گورنمنٹ نے اس وقت جو جارحانہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ اس کے پیش نظر یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ چین کو جنگی سامان جانے کے لئے برما روڈ عنقریب دوبارہ کھول دی جائے گی۔

نازی حکام کے منشاء کے مطابق پیٹان گورنمنٹ نے اجناس خوردنی کی پیداوار اور خرچ پر کنٹرول رکھنے کا حکم جاری کر دیا ہے۔

برلن ریڈیو نے اقرار کیا ہے۔ کہ گذشتہ دو ماہ سے جرمنی کی بہت سی اسلحہ ساز فیکٹریاں بند پڑی ہیں۔ اگرچہ اس ماہ میں ان کو پھر جاری کیا جائیگا۔

لاہور ۱۶ ستمبر۔ میونسپلٹی کے بعض نئے بائی لاز کے خلاف آج تمام ٹانگہ ڈرائیوروں نے ہڑتال کر دی ایک بھی ٹانگہ نظر نہیں آتا۔ ان کی یونین نے اعلان کیا ہے کہ جب تک حسب منشاء قواعد میں تبدیلی نہ ہو ہڑتال جاری رہے گی۔ بعض ٹیکسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ مگر یہ انتظام ناکافی ثابت ہوا ہے۔

لنڈن۔ ۱۶ ستمبر آج صبح جرمن توپوں نے فرانس کے ساحل سے ڈوور پر شدید گولہ باری کی۔ دس منٹ میں چار گولے پھینکے جس سے شہر ہل گیا۔ صرف چار آدمی ہلاک ہوئے انگریزی توپوں نے بھی گولہ باری کی۔

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ دارالامراء کے آئندہ اجلاس میں لارڈ ڈیوس کی اس تجویز پر بحث ہو گی۔ کہ ایک سپریم لا وار کونسل قائم کی جائے۔ جس میں ہندوستان اور نوآبادیات کے نمائندے بھی ہوں۔

لنڈن ۱۶ ستمبر مالٹا پر اطالوی ہوائی جہاز پے در پے حملے کر رہے ہیں۔ اب تک کل ۱۳۰ حملے ہو چکے ہیں۔ مگر نقصان بالکل معمولی ہوا ہے۔

فرانس سے آمدہ خبریں مظہر ہیں۔ کہ نازی اہل فرانس پر بہت زیادتیاں کر رہے ہیں۔ پیرس کی عمارتوں پر عام طور پر نازی جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ جرمن لوگ جرمن نوٹ دے کر اشیاء حاصل کر لیتے ہیں۔ شہر کے تمام کارخانے بند ہیں۔ اور ریلوں کا انتظام درہم برہم ہے

لنڈن ۱۶ ستمبر اطالوی فوجوں نے ابھی مصر پر کوئی باقاعدہ حملہ نہیں کیا۔ برطانوی طیاروں نے بہت سے اطالوی اڈوں پر بم باری کی۔ سلوم پر بھی شدید بم باری کی گئی۔ روم ریڈیو نے تسلیم کیا ہے۔ کہ مصر میں مزاحمت بہت سخت ہے۔

قاہرہ ۱۶ ستمبر۔ آج مصر کے شاہ فاروق نے مسلمانان عالم کے نام ایک اپیل کی ہے۔ کہ مصر کے امن کے لئے دعا کریں۔

کراچی ۱۶ ستمبر بمبئی کے ایک کروڑ پتی نے حکومت سندھ کو مشورہ دیا ہے۔ کہ شیشہ سازی کا کارخانہ جاری کرے تو وہ اس میں دس لاکھ روپیہ لگانے کے لئے تیار ہے۔

شملہ ۱۶ ستمبر۔ چونکہ ہندو مہاسبھا کے صدر مسٹر ساورکر تاحال بیمار ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ آج ڈاکٹر مونجے نے وائسرائے سے ملاقات کی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah